3 دہلی کے سلاطین

باب 2 میں ہم نے دیکھا کہ کاویری ڈیلٹا جیسے خطّے بڑی بڑی سلطنتوں کے مرکز بن گئے۔ کیا آپ کو خیال آیا کہ اس میں کسی ایسی سلطنت کا ذکر نہیں آیا جس کا دارالحکومت دہلی ہو؟ یہ اس لیے ہے کہ دہلی بارھویں صدی میں ہی اہم شہر بنا۔

جدول 1 پر نگاہ ڈالیے۔ دہلی سب سے پہلے تومر راجپوتوں کے زمانے میں دارالحکومت بنی جنھیں بارہویں صدی کے درمیانی حصّے میں اجمیر کے چوہانوں نے شکست دی (جو چاہمان کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں)۔ تومروں اور چوہانوں کے تحت دہلی شہر ایک اہم بیوپاری مرکز بن گیا۔ یہاں کچھ جین رئیس رہتے تھے جنھوں نے کئی مندر بھی بنوائے تھے۔ یہاں کی ٹکسال میں بنے سکّے کا چلن، جنھیں 'دہلی وال' کہا جاتا تھا، کافی وسیع پیمانے پر تھا۔

نقشہ 1
دہلی سلطنت کے منتخب شہر تیرھویں چودھویں صدیاں۔

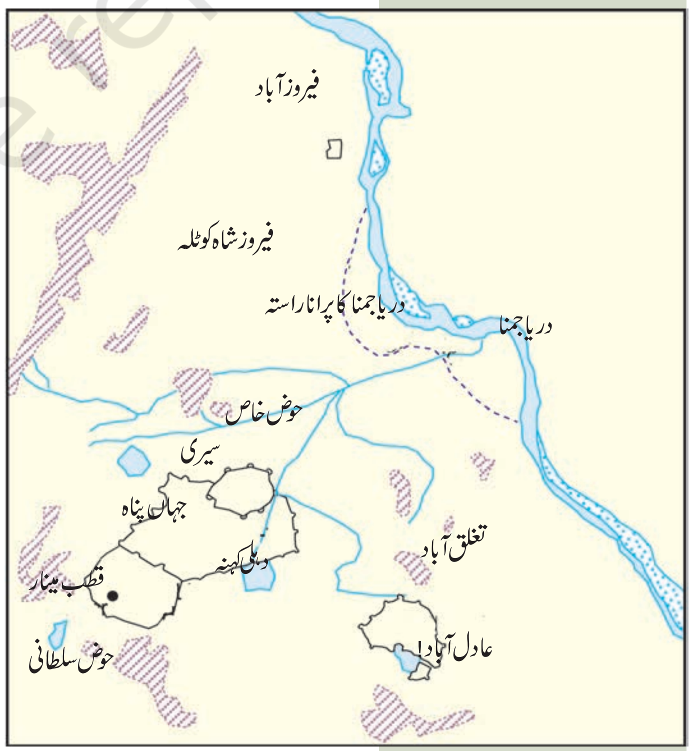

دہلی کا ایک ایسی راجدھانی میں بدل جانے کا سلسلہ جو پورے برّصغیر کے وسیع علاقوں پر تسلط رکھتی تھی، تیرھویں صدی کے ابتدائی حصّے میں 'دہلی سلطنت' کے قیام سے شروع ہوا۔ جدول 1 کو پھر دیکھیے اور ان پانچ شاہی خاندانوں کو پہچانیے جنھوں نے مل کر دہلی سلطنت بنائی۔

دہلی کے سلطانوں نے اس علاقے میں کئی شہر آباد کیے جنھیں آج ہم دہلی کے نام سے ہی جانتے ہیں۔ نقشہ 1 کو دیکھیے اور اس میں 'دہلی کہنہ' 'سیری' اور 'جہاں پناہ' کو پہچانیے۔

4716CH03
© NCERT not to be republished

2019-20

دہلی کے سلاطین

جدول-1

راجپوت خاندان	
تومر	بارھویں صدی کی ابتدا سے 1165
اننگ پال	1130 -1145
چوہان	1165 - 1192
پرتھوراج چوہان	1175 - 1192
شروع کے ترک سلاطین	**1206 - 1290**
قطب الدین ایبک	1206 - 1210
شمس الدین التمش	1210 - 1236
رضیہ	1236 - 1240
غیاث الدین بلبن	1266 - 1287

التمش کا مقبرہ

خلجی خاندان	**1290 - 1320**
جلال الدین خلجی	1290 - 1296
علاء الدین خلجی	1296 - 1316
تغلق خاندان	**1320 - 1414**
غیاث الدین تغلق	1320 - 1324
محمد تغلق	1324 - 1351
فیروز شاہ تغلق	1351 - 1388

علائی دروازہ

سید خاندان	**1414 - 1451**
خضر خان	1414 - 1421
لودھی خاندان	**14 51 - 1526**
بہلول لودی	1451 - 1489

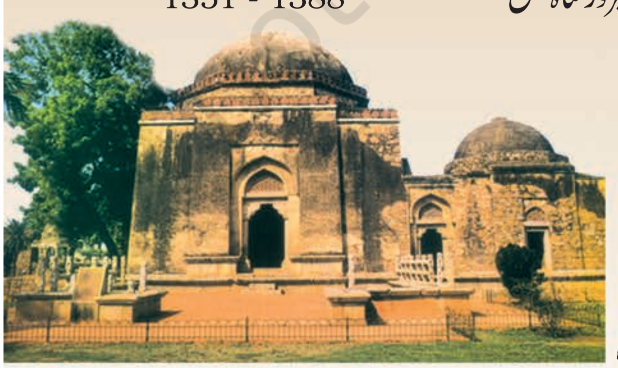

فیروز شاہ تغلق کا مقبرہ

© NCERT not to be republished

دہلی کے سلطانوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا

حالانکہ کتبے، سکّے اور طرزِ تعمیر کافی معلومات فراہم کرتے ہیں۔لیکن سب سے زیادہ قابلِ قدر ذریعہ وہ 'تاریخیں' ہیں۔(تاریخ جمع تواریخ) جو فارسی میں لکھی گئی ہیں، جو دہلی کے سلطانوں کی انتظامی یا سرکاری زبان تھی۔

شکل-1
مسودہ یا قلمی نسخہ تیار کرنے کے چار مراحل۔
(a) کاغذ تیار کرنا
(b) متن تحریر کرنا
(c) اہم لفظوں یا حصوں کو ابھارنے کے لیے سونا پگھلانا
(d) جلد تیار کرنا

'تواریخ' کے مصنف قابل لوگ ہوتے تھے، شاہی دربار کے منشی انتظامیہ کے بڑے عہدے دار، شاعر اور درباری جو دونوں فرائض انجام دیتے تھے۔ واقعات کو لکھنے اور حکومت چلانے کے سلسلے میں بادشاہ کو مشورے دیتے اور عدل وانصاف کے ساتھ حکومت چلانے پر زور دیتے۔

عدل وانصاف کا دائرہ

تیرھویں صدی میں فخر مدّ بر نے لکھا تھا:

کوئی بادشاہ سپاہیوں کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا، اور سپاہی تنخواہ بغیر نہیں رہ سکتے۔ تنخواہیں کسانوں سے جمع کیے ہوئے لگان سے آتی ہیں۔ مگر کسان صرف اسی صورت میں لگان دے سکتے ہیں کہ جب وہ خوشحال اور خوش ہوں۔ یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب بادشاہ عدل وانصاف اور ایماندار حکومت قائم کرتا ہے۔

?

آپ کے خیال میں کیا بادشاہ اور اس کی رعایا کے آپسی رشتے کو بیان کرنے کے لیے عدل وانصاف کا دائرہ صحیح اصطلاح ہے؟

© not to be republished

2019-20

نیچے دی ہوئی اضافی تفصیلات کو ذہن میں رکھیے: (1) تواریخ لکھنے والے شہروں (خصوصاً دہلی) میں رہتے تھے، مشکل سے ہی کوئی گاؤں میں رہتا تھا۔ (2) وہ زیادہ تر اپنے سلطانوں کے لیے اچھے انعامات کی امید میں تاریخ لکھتے تھے۔ (3) یہ مصنف حکمرانوں کو ایک ایسے نمونے کے سماجی نظام کو قائم یا محفوظ رکھنے کا مشورہ دیا کرتے تھے جو پیدائشی حق اور جنسی امتیاز کی بنیاد پر قائم ہو۔ ان کے خیالات میں ہر شخص شریک نہیں تھا۔

1236 میں سلطان التمش کی بیٹی رضیہ سلطان بنی۔ اس دور کے مورخ منہاجِ سراج نے اعتراف کیا کہ وہ اپنے سب بھائیوں سے قابل اور حکومت کے لیے باصلاحیت تھی، مگر وہ ایک عورت کو اپنا حکمراں دیکھتے ہوئے مطمئن نہیں تھا اور نہ اس کے امرا اس کے آزادانہ حکومت کرنے کے انداز سے خوش تھے۔ چنانچہ اس کو 1240 میں تخت سے ہٹا دیا گیا۔

پیدائشی حق

پیدائش کی بنیاد پر کچھ مخصوص رعایتوں کا دعویٰ۔ مثال کے طور پر لوگوں کا خیال تھا کہ امرا کے پاس حکومت کرنے یا اس کے انتظامات کرنے کا حق تھا کیونکہ وہ کسی خاص خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔

جنسی امتیاز

عورتوں اور مردوں میں سماجی اور حیاتیاتی (جسمانی) فرق ہے۔ عام طور پر اس فرق کو اس دلیل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کہ مرد عورتوں سے برتر ہیں۔

منہاجِ سراج کا رضیہ کے بارے میں کیا خیال تھا۔

منہاجِ سراج کا خیال تھا کہ رضیہ کی حکومت اس مثالی سماجی نظام کے خلاف ہے جو خدا نے بنایا ہے جس میں عورتوں کو مردوں کے ماتحت فرض کیا جاتا ہے۔ اس لیے وہ سوال کرتا ہے اللہ کی مخلوق کے اعمال نامہ میں چونکہ اس کے حساب کتاب یا معاملات مردوں کے خانے میں نہیں لکھے جائیں گے اس لیے اس کی تمام اچھی خصوصیات سے اسے کیا حاصل ہوگا؟

اپنے کتبوں اور سکوں میں رضیہ نے لکھا کہ وہ سلطان التمش کی بیٹی ہے۔ یہ چیز موجودہ آندھرا پردیش کے ایک علاقے وارنگل میں حکومت کرنے والے کاکتیا خاندان کی رانی رُدرما دیوی (Rudramadevi) (1262-1289) سے متضاد تھا جس نے اپنے کتبوں میں اپنا نام بدل کر لکھا ہے اور خود کو مرد ظاہر کیا ہے۔ ایک اور ملکہ ددا (Didda) تھی جس نے کشمیر میں (980-1003) حکومت کی۔ اس کا یہ لقب دلچسپ ہے۔ یہ لفظ ''دیدی'' یا بڑی بہن سے لیا گیا ہے، جو یقیناً کسی جگہ کی رعایا کی اپنے حکمران سے محبت کے اظہار کی اصطلاح ہے۔

? منہاجِ کے خیالات کو اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔ آپ کا کیا خیال ہے، کیا رضیہ بھی اس قسم کے خیالات میں شریک تھی؟ آپ کے خیال میں کسی عورت کا حکمراں ہونا کیوں اتنا مشکل تھا؟

© NCERT not to be republished

چھاؤنی شہر سے سلطنت تک: دہلی سلطنت کی توسیع

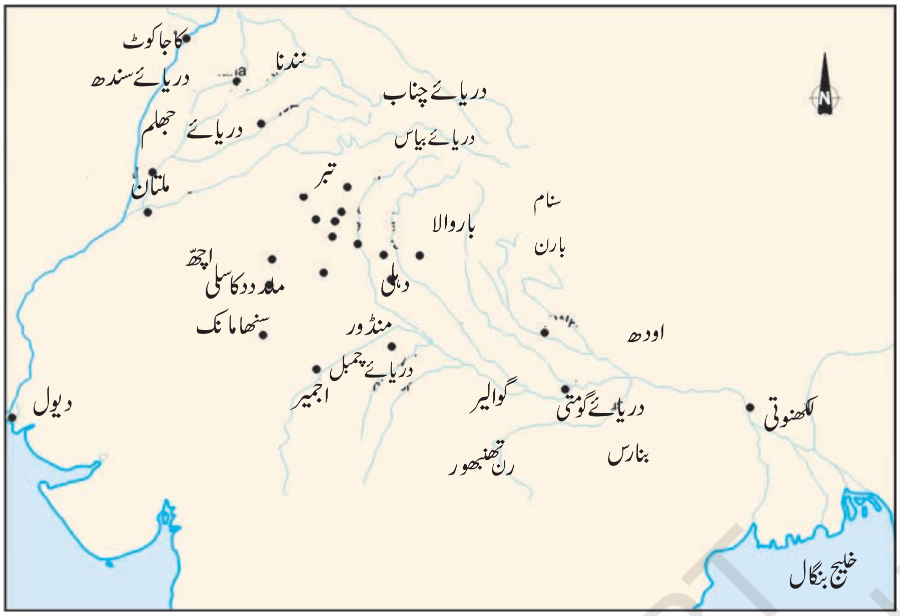

نقشہ-2
شمس الدین التتمش کے مقبوضہ کچھ بڑے شہر۔

تیرھویں صدی کے ابتدائی حصے میں دہلی کے سلطانوں کا تسلط بہت مضبوط قلعہ بند چھاؤنی کے شہروں کی حدود سے مشکل سے ہی آگے بڑھتا تھا جن میں ان کی فوجیں رہتی تھیں۔ سلطان عام طور پر ان شہروں کی سرحد سے باہر مضافاتی علاقے پر مشکل سے ہی کبھی تسلط قائم کر پاتے تھے، اس لیے اپنی رسد یا ضرورت کے سامان کے لیے یہ تجارت، خراج یا لوٹ اور غارت گری پر انحصار کرتے تھے۔

مضافاتی زمین (Hinterland)
کسی شہر یا بندرگاہ سے ملی ہوئی زمین جو اسے سامان اور خدمات فراہم کرتی ہے۔

دہلی سے طویل فاصلوں پر بنگال یا سندھ کے کسی چھاؤنی شہر پر قابو رکھنا بھی بہت مشکل کام تھا۔ بغاوت، جنگ، یہاں تک کہ خراب موسم بھی اطلاعات کی آمدورفت کے بڑے کمزور سے سلسلے کو بالکل ختم کر سکتا تھا۔ دہلی کے اقتدار کو افغانستان کی طرف سے منگول حملوں کی چنوتی برابر رہتی تھی اور ادھر سلطان کی کمزوری کے معمولی سے اشارے پر اس کے گورنر بغاوت کر دیتے تھے۔ سلطنت ان چنوتیوں کو مشکل سے ہی جھیل پاتی تھی اس کی توسیع غیاث الدین بلبن، علاء الدین خلجی اور محمد تغلق کے زمانے میں ہوئی۔

چھاؤنی شہر
قلعہ بند آبادی جس میں سپاہی رہتے ہیں۔

سلطنت کی شروع کی مہموں، جو اندرونی سرحدوں پر تھیں، کا تعلق ان چھاؤنی شہروں کے اردگرد زمینوں پر مکمل اور پختہ اختیار قائم کرنے سے تھا۔ ان مہموں کے دوران گنگا جمنا کے دوآبے میں جنگل صاف کیے گئے اور شکاری، جنگلوں کی پیداوار جمع کرنے والوں اور گلابانوں کو ان

© NCERT not to be republished

کے بسیروں سے نکال باہر کیا گیا۔ یہ زمینیں کسانوں کو دی گئیں اور زراعت کو بڑھاوا دیا گیا۔ تجارتی راستوں کی حفاظت اور مختلف خطّوں کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کے لیے نئے قلعہ بند چھاؤنیاں اور شہر آباد کیے گئے۔

دوسری توسیع سلطنت کی بیرونی سرحدوں میں واقع ہوئی۔جنوبی ہندوستان کی طرف فوجی مہموں کی ابتدا علاء الدین خلجی کے زمانے سے ہوئی (دیکھیے نقشہ 3) اور محمد تغلق کے زمانے میں ختم ہوئی۔ ان مہموں میں سلطنت کی فوجوں نے ہاتھی، گھوڑے اور غلام پکڑے اور قیمتی دھاتیں اپنے ساتھ لے گئے۔

بہت معمولی سی شروعات کے 150 برس بعد، یعنی محمد تغلق کے دورِ حکومت کے خاتمے تک سلطنت کی فوجیں برصغیر کے بڑے حصے سے گزر چکی تھیں۔ انھوں نے مقابل فوجوں کو شکست دی تھی اور شہروں پر قبضہ کیا تھا۔ سلطنت زراعت پیشہ لوگوں سے لگان وصول کرتی تھی اور اپنے علاقوں میں عدل و انصاف فراہم کرتی تھی مگر اتنے بڑے علاقے پر اس کا تسلط کس حد تک مکمل اور موثر تھا؟

نقشہ-3
علاء الدین خلجی کی مہمیں جنوبی ہندوستان میں۔

2019-20

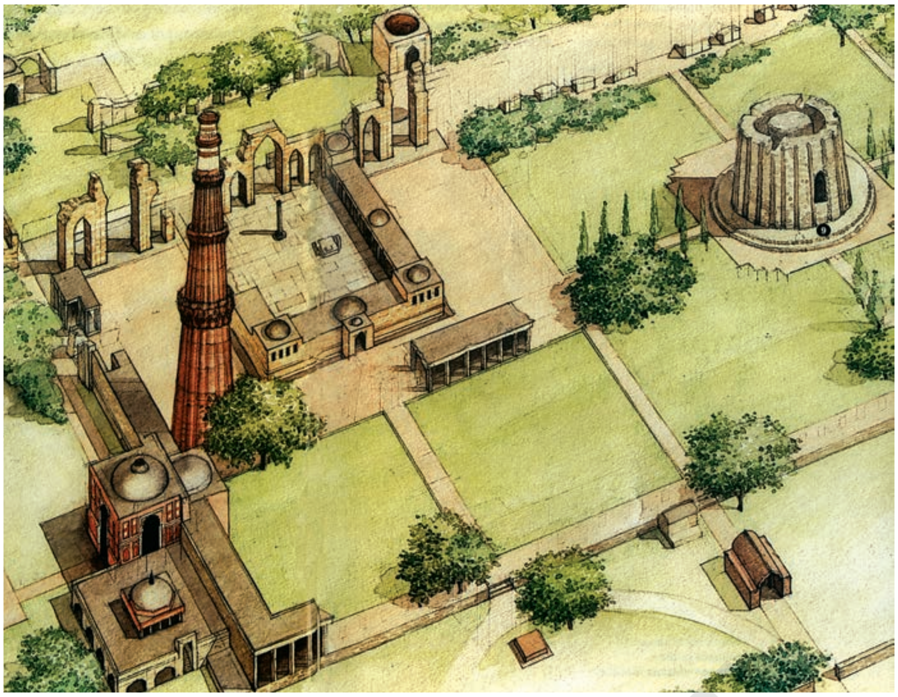

شکل -2 مسجد قوت الاسلام اور مینارہ۔ بارھویں صدی کے آخری دہے میں تعمیر ہوئے۔ یہ بڑے مجمعے والی مسجد (جامع مسجد) تھی جسے دہلی کے سلطانوں نے سب سے پہلے بنوایا تھا اس علاقہ کو وقائع (تاریخ) میں دہلی کہنہ (پرانا شہر) بیان کیا گیا ہے اس مسجد کی توسیع التتمش اور علاء الدین خلجی نے کی۔ مینارہ دو سلطانوں قطب الدین ایبک اور التتمش نے بنوایا۔

مسجد

مسجد عربی کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی اس جگہ کے ہیں جہاں مسلمان اللہ کے احترام میں سجدہ کرتے ہیں مجمعے والی مسجد (مسجدِ جامع یا جامع مسجد) میں مسلمان مل کر اپنی عبادت (نماز) کرتے ہیں۔ مجمع میں لوگ اپنے میں سے سب سے زیادہ عالم اور محترم مرد کو اپنے رہنما (امام) کے طور پر چن لیتے ہیں جو نماز کے رکنوں کو ادا کرتا ہے۔ یہی جمعہ کی نماز میں وعظ (خطبہ) بھی دیتا ہے۔ نماز کے دوران مسلمان اپنا چہرہ مکہ (کعبہ) کی طرف رکھتے ہیں جو ہندوستان سے مغرب کی طرف ہے۔ اسے قبلہ کہتے ہیں۔
دہلی کی سلطانوں نے پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے شہروں میں بہت سی مسجدیں بنوائیں۔ یہ

شکل-3
بیگم پوری مسجد، جو محمد تغلق کے عہد سلطنت میں بنائی گئی۔ یہ جہاں پناہ (دنیا کی حفاظت کرنے والی) کی خاص اور سب سے بڑی مسجد تھی۔ یہ اس کا نیا دارالحکومت تھا۔ دیکھیے نقشہ-1

© NCERT not to be republished

2019-20

شکل-4
موٹھ کی مسجد،سکندر لودھی کے زمانے میں اس کے وزیر کی بنوائی ہوئی مسجد۔

ان کے اس دعوے کا اظہار کرتی تھیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے محافظ ہیں۔مسجدوں نے اللہ کے ماننے والوں کے درمیان ایک واحد معاشرے کا احساس پیدا کرنے میں مدد کی جو عقیدوں اور اخلاقی طور طریقوں کا ایک سا نظام رکھتے تھے۔ایک معاشرے یا ایک سماجی اکائی کے تصور کو تقویت دینا اس لیے ضروری تھا کیونکہ مسلمان کئی الگ الگ پس منظروں کے ساتھ یہاں آئے تھے۔

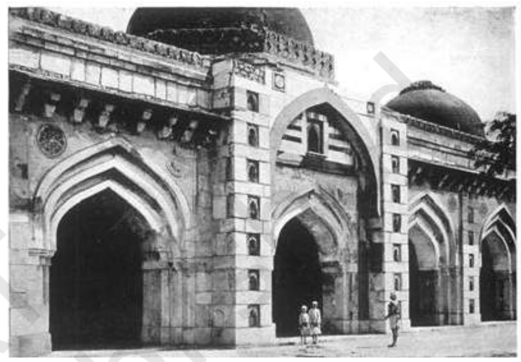

شکل-5
جمالی کمالی کی مسجد 1520 کے دہے کے آخری حصے میں تعمیر ہوئی۔

?

شکل 2، 3، 4 اور 5 کا موازنہ کیجیے مسجدوں میں آپ کن کن چیزوں میں یکسانیت یا فرق پاتے ہیں؟ شکل 3.4 اور 5 میں دی گئی مسجدوں میں طرز تعمیر کی روایت میں ایک ارتقا نظر آتا ہے جو دہلی میں شاہ جہاں کی بنوائی ہوئی مسجد میں عروج پر نظر آتا ہے (باب 5 شکل 7 دیکھیے)

ایک عمیق نظر: خلجی اور تغلق دور میں حکومت کا نظم ونسق اور استحکام

دہلی سلطنت جیسی وسیع حکومت میں استحکام پیدا کرنے کے لیے قابل اعتماد گورنروں اور حکومت کا نظم ونسق چلانے والے عہدے داروں کی ضرورت تھی۔اعلا درجے کے لوگوں اور زمین کے مالک بڑے بڑے سرداروں کو گورنر بنانے کے مقابلے میں ابتدائی دور کے سلطانوں خصوصاً التتمش نے ان مخصوص غلاموں کو ترجیح دی جو فوجی خدمات کے لیے خریدے جاتے تھے اور فارسی میں بندگان،کہلاتے تھے۔حکومت کا سب سے اہم سیاسی کام انجام دینے کے لیے ان کی تربیت بڑی احتیاط سے کی جاتی تھی۔چونکہ یہ پوری طرح صرف اپنے مالک پر انحصار کرتے تھے اس لیے سلطان ان پر پوری طرح بھروسہ کرسکتا تھا۔

© NCERT not to be republished

بیٹوں کے بدلے غلام

سلطانوں کو مشورہ دیا گیا تھا:

کوئی غلام، جس کی کسی نے پرورش اورتربیت کی ہو،اس کی دیکھ بھال کرنا ضروری ہے، کیونکہ ایک لائق اورتجربہ کارغلام تلاش کرلیناپوری زندگی کی کوشش اورخوش نصیبی کا تقاضہ کرتا ہے۔عقلمندوں کا قول ہے کہ ایک لائق اور تجربہ کارغلام ایک بیٹے سے بہترہے ......

? کیا آپ کوئی ایسی وجہ سوچ سکتے ہیں کہ غلام بیٹے سے کیوں بہتر ہوگا؟

تغلق اور خلجی سلطانوں نے بندگان کے استعمال کے سلسلے کو جاری رکھا اور معمولی گھرانوں میں پیدا ہونے والوں یا عام نسل کے لوگوں کی بھی حوصلہ افزائی کی، جو عام طور پر ان کے مصاحب یا طفیلی ہوتے تھے۔ انھیں فوج کا جرنیل اور گورنر بھی مقرر کیا گیا، بہرحال اس نے ایک سیاسی عدم استحکام کی صورت پیدا کردی تھی۔

مصاحب Client
وہ شخص جو کسی دوسرے کے تحفظ میں ہو جو دوسرے پر انحصار رکھتا ہو یا طفیلی ہو۔

غلام اور مصاحب اپنے آقاؤں اور سرپرستوں کے تو وفادار ہوتے تھے مگر ان کے جانشینوں کے وفادار نہیں ہوتے تھے۔ نئے سلطان کے اپنے الگ خدمت گار ہوتے تھے۔ اس کے نتیجے میں جب کوئی نیا سلطان تخت پر بیٹھتا تھا تو اکثر امرا کے درمیان ایک نیا اختلاف یا تناؤ پیدا ہو جاتا تھا۔ دہلی کے سلطانوں کی طرف سے ان کمتر قسم کے لوگوں کی سرپرستی سے اعلا طبقے کے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوتی تھی۔ فارسی تواریخ لکھنے والوں نے دہلی کے سلطانوں کی کمتر اور نچلی حیثیت کے لوگوں کو اعلا عہدوں پر مقرر کرنے کے سلسلے میں تنقید بھی کی ہے۔

سلطان محمد تغلق کے عہدے دار

سلطان محمد تغلق نے عزیز خمّار، ایک شراب کشید کرنے والے، فیروز حجام، نائی، منکا طباخ، باورچی اور دو مالیوں، لاڈھا اور پیرا کو اعلیٰ انتظامی عہدوں پر مقرر کردیا۔ ضیاء الدین برنی، (چودھویں صدی کے درمیانی حصے کے ایک مورخ) نے ان تقرریوں کو سلطان کی سیاسی سوجھ بوجھ کھودینے کی علامت اور اس کو حکمرانی کے لیے نااہل ہونے کے طور پر بیان کیا ہے۔

? آپ کے خیال میں برنی نے سلطان پر کیوں تنقید کی ہے؟

© NCERT not to be republished

پہلے سلطان کی طرح مطلق العنان بادشاہ خلجی اور تغلق نے بھی اپنے فوجی سپہ سالاروں کو چھوٹے بڑے سائز کے مملوکہ علاقوں کا گورنر مقرر کیا۔ یہ علاقے 'اقطاع' کہلاتے تھے اور وہ اقطاع جن کے سپرد کیے جاتے تھے ان کو اقطاع دار یا مقطیع ،کہا جاتا تھا۔ مقطیعوں کے فرائض میں فوجی مہموں کی سرداری کرنا اور اپنے اقطاع میں اصول وقوانین کو بنائے رکھنا شامل تھا۔ فوجی خدمات کے بدلے میں مقطیع مقررہ علاقوں سے محصول وصول کرتے تھے جو ان کی تنخواہ تھی۔ انھیں محصولوں میں سے یہ اپنے سپاہیوں کو بھی تنخواہ دیتے تھے۔ مقطیعوں پر قابو رکھنا ایسی صورت میں سب سے زیادہ موثر ہوتا تھا کہ ان کا یہ عہدہ موروثی نہ ہو اور کسی دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے یہ اقطاع انھیں تھوڑے عرصے کے لیے دیا جائے۔ نوکری کی یہ سخت پابندیاں علاءالدین خلجی اور محمد تغلق کے دور میں تو پوری سختی سے عائد کی جاتی رہیں۔ حکومت مقطیعوں کے جمع کیے ہوئے محصولوں کے حساب کی جانچ پڑتال کرنے کے لیے محاسب (اکاؤنٹنٹ) مقرر کرتی تھی۔ اس بات کی نگرانی کی جاتی تھی کہ مقطیع صرف وہی ٹیکس وصول کرے جو حکومت کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں اور سپاہیوں کی مقررہ تعداد بھی مستقل طور پر رکھنی ہوتی تھی۔

جیسے جیسے دہلی کے سلطانوں نے شہر کی مضافاتی زمینوں پر اپنی گرفت بڑھانی شروع کی انھوں نے زمین مالک سرداروں، سامنتوں اور امیر زمین داروں پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ اب وہ بھی ان کا اقتدار قبول کریں۔ علاءالدین خلجی کے عہد حکومت میں خود حکومت نے زمینوں کے تخمینے کا حساب کتاب اور لگان کی وصولی کا کام اپنے اختیار میں لے لیا۔ مقامی سرداروں کے ٹیکس لگانے کے حقوق ختم کر دیے گئے بلکہ انھیں خود ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کیا گیا۔ سلطان کے سرکاری منتظم زمین کی پیمائش کرتے اور بڑی احتیاط سے اس کا حساب رکھتے تھے۔ کچھ پچھلے سردار اور زمین دار سلطنت کے کارندے کی حیثیت سے ٹیکس وصول کرنے والے اور اس کا تخمینہ کرنے والے بن گئے۔ اس زمانے میں تین طرح کے ٹیکس ہوتے تھے۔ (1) زراعت پر جسے خراج کہتے تھے اور جو کسان کی پیداوار کا لگ بھگ 50 فی صد ہوتا تھا (2) مویشیوں پر اور (3) گھروں پر۔

یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ برصغیر کے بڑے حصے دہلی سلطنت کے تسلط سے باہر رہے۔ دور دراز صوبوں، جیسے بنگال پر دہلی سے قابو رکھنا مشکل تھا اور جنوبی ہندوستان کو دہلی

© NCERT not to be republished

سلطنت میں شامل کر لینے کے بعد جلدی ہی سارا علاقہ آزاد ہو گیا۔خود گنگا کے میدانی علاقوں میں ایسے جنگلی علاقے موجود تھے جہاں سلطنت کی فوجیں نہ گھس سکیں۔ان خطوں میں وہاں کے مقامی سرداروں نے اپنی حکمرانی قائم کر لی۔کبھی کبھی علاءالدین خلجی یا محمد تغلق جیسے سلطان ان علاقوں کو اپنی طاقت سے دبا لیتے تھے لیکن صرف تھوڑے عرصے کے لیے۔

سرداراوران کی قلع بندیاں

افریقہ میں مراقش کے چودھویں صدی کے سیاح ابن بطوطہ نے بعض موقعوں پر ان سرداروں کے حالات کو بیان کیا ہے۔

یہ سردار پہاڑوں ،اونچی نیچی چٹانوں ،اوبڑ کھابڑ زمینوں ،یہاں تک کہ بانس کے گھنے جنگلوں میں اپنی قلعہ بندی کرتے تھے۔ ہندوستان میں بانس کھوکلا نہیں ہوتا ،بہت بڑا ہوتا ہے ،اس کے کچھ حصے اس طرح ایک دوسرے میں بنے یا گھسے ہوتے ہیں کہ آگ تک ان پر اثر نہیں کرتی اور کل ملا کر یہ بہت مضبوط ہوتے ہیں ۔سرداران جنگلوں میں رہتے ہیں جو انھیں مورچے کی فصیلوں کا کام دیتے ہیں۔ ان کے اندر ان کے مویشی اور فصلیں ہوتی ہیں۔ اسی میں ان کا پانی ہوتا ہے، یعنی برسات کا پانی جو وہاں جمع ہوجاتاہے ۔اس طرح یہ لوگ طاقت ور فوجوں کے علاوہ قابو میں نہیں کیے جاسکتے ۔یہ فوجیں ان جنگلوں میں گھس کر ان بانسوں کوایسے ہتھیاروں سے کاٹتی ہیں جنھیں خاص طور پر تیار کیا جاتاہے۔

? وہ طریقے بیان کیجیے جن کے ذریعہ یہ سردار اپنی حفاظت کا انتظام کرتے تھے۔

چنگیز خان کی سرداری میں منگولوں نے 1219 میں شمال مشرق ایران کے ٹرانسو کسیانہ پر حملہ کیا اور جلدی ہی اسے دہلی سلطنت کو بھی جھیلنا پڑا۔دہلی پر منگولوں کی حملے علاءالدین خلجی کے زمانے میں اور محمد تغلق کی حکومت کے ابتدائی سالوں میں بڑھے۔ان کے دباؤ میں ان حکمرانوں کو دہلی میں ایک بڑی فوج رکھنی پڑی جس کی وجہ سے ایک بڑی چنوتی پیدا ہوگئی۔ذرا دیکھیں کہ ان دو سلطانوں نے اس مسئلے کو کس طرح حل کیا۔

2019-20

© NCERT not to be republished

علاء الدین خلجی	محمد تغلق
دہلی پر دو بار حملہ ہوا۔ 1299-1300 میں اور 1302-1303 میں۔ حفاظتی تدبیر کے طور پر علاء الدین خلجی نے ایک بڑی فوج تیار کر کے اسے مستقل طور پر رکھ لیا۔	محمد تغلق کی حکومت کے شروع کے برسوں میں سلطنت پر حملے ہوئے۔ منگول فوج کو شکست دی گئی۔ محمد تغلق کو اپنی فوج کی طاقت اور ذرائع پر بھروسہ تھا اس لیے اس نے ٹرانسوکسیانہ (ماوراء النہر) پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ اس لیے اس کے لیے ایک بڑی اور مستقل فوج تیار کی۔
علاء الدین خلجی نے ایک نیا قلعہ بند شہر اپنے فوجیوں کے لیے سیری نام کا تعمیر کیا۔ دیکھیے نقشہ -1	ایک نئے قلعہ بند شہر کی تعمیر کے بجائے چار شہروں میں سے سب سے پرانے شہر (دہلی کہنہ) کو اس میں رہنے والوں سے خالی کرا کر سپاہیوں کو وہیں قلعہ بند کیا گیا۔ پرانے شہر کے رہنے والوں کو جنوب میں دولت آباد بھیج دیا گیا۔
سپاہیوں کو کھانا بھی دینا تھا اس کے لیے گنگا اور جمنا کے درمیان زمینوں کی پیداوار سے ٹیکس وصول کیا گیا۔ یہ ٹیکس کسانوں کی کل پیداوار کا 50 فی صد مقرر کیا گیا۔	اسی علاقے کی پیداوار سے فوج کو کھلانے کے لیے ٹیکس وصول کیا گیا، مگر اپنی بڑی فوج کو مستقل برقرار رکھنے کے لیے سلطان نے مزید ٹیکس لگائے۔ اسی وقت اس علاقے میں قحط بھی پڑا۔
سپاہیوں کو تنخواہیں بھی دی جاتی تھیں۔ علاء الدین نے اپنی فوج کو اِقطاع، کے بجائے نقد رقم سے ادائیگی پسند کی۔ سپاہی اپنی ضرورت کا سامان دہلی کے بیوپاریوں سے خریدتے تھے اور اس طرح یہ خطرہ پیدا ہوا کہ بیوپاری قیمتیں بڑھا دیں گے۔ اسے روکنے کے لیے علاء الدین نے دہلی میں قیمتوں پر قابو پالیا۔ قیمتوں کا معائنہ بہت احتیاط سے سرکاری افسر کرتے تھے اور ان بیوپاریوں کو جو مقرر قیمتوں پر سامان نہیں بیچتے تھے سزا دی جاتی تھی۔	محمد تغلق بھی اپنے سپاہیوں کو نقد تنخواہ ادا کرتا تھا مگر اس نے اپنے سپاہیوں کو ادائیگی کے لیے قیمتیں مقرر کرنے کے بجائے علامتی سکے (ٹوکن کرنسی) چلائے تقریباً ایسے جیسا آج کی کاغذی کرنسی (نوٹ) ہے، مگر یہ کم قیمت دھاتوں کے تھے، سونے چاندی کے نہیں تھے۔ چودھویں صدی کے لوگوں نے ان سکوں پر اعتبار نہیں کیا۔ یہ لوگ بڑے چالاک تھے، انھوں نے سونے چاندی کے سکے تو محفوظ کر لیے اور اپنے تمام محصول سرکار کو ان علامتی سکوں میں ادا کرنے لگے۔ یہ سستی دھات کے سکے آسانی سے نقلی بھی ڈھالے جا سکتے تھے۔
علاء الدین کے انتظامی طریقے پوری طرح کامیاب رہے اور مورخوں نے اس کے دور میں کم قیمتوں اور سامان کی بازار میں ہر وقت فراہمی کی تعریف کی ہے اس نے منگول حملوں کو بھی کامیابی سے جھیلا۔	محمد تغلق کے انتظامی طریقے ناکام رہے۔ کشمیر کی اس کی مہم تباہ کن تھی۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسوکسیا پر حملے کا منصوبہ ترک کر دیا اور بڑی فوج کو ختم کر دیا۔ اسی دوران اس کے انتظامی طریقوں نے پیچیدگیاں پیدا کر دیں۔ لوگوں کو دولت آباد بھیجنے کی مخالفت ہوئی۔ گنگا جمنی پٹی میں ٹیکس لگانے اور قحط پڑنے کے نتیجے میں دور دور تک بغاوتیں ہوئیں اور آخر میں اسے وہ علامتی سکّے بھی واپس لینے پڑے۔

© NCERT not to be republished

محمد تغلق کی ناکامیوں کو دیکھتے وقت ہم کبھی کبھی یہ بات بھول جاتے ہیں کہ دہلی سلطنت کی تاریخ میں پہلی بار کسی سلطان نے منگول علاقے پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ علاء الدین خلجی کے حفاظتی اقدامات کے برخلاف محمد تغلق کے اقدامات میں منگولوں کے خلاف پیش قدمی کی بات سوچی گئی تھی۔

پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں سلطنت

جدول 1 کو دوبارہ دیکھیے۔ آپ دیکھیں گے کہ تغلق خاندان کے بعد سید اور لودھی خاندانوں نے دہلی اور آگرہ سے 1526 تک حکومت کی۔ اس وقت تک جونپور، بنگال، مالوہ، گجرات، راجستھان اور پورے جنوبی ہندوستان میں آزاد حکمراں حکومت کر رہے تھے اور انھوں نے پھلتی پھولتی ریاستیں اور ان کی خوش حال راجدھانیاں قائم کر لی تھیں۔ یہی وہ دور تھا جس میں نئے حکمراں گروپ راجپوت اور افغان ابھرتے نظر آتے ہیں۔

اس دور میں قائم ہونے والی ریاستوں میں کچھ چھوٹی تو تھیں مگر بے حد اچھے انتظام اور بندوبست والی بھی تھیں۔ شیر شاہ سوری (1540-1545) نے اپنے عملی دور کی ابتدا بہار میں اپنے چچا کی ایک چھوٹی سی عملداری کے منتظم کی حیثیت سے کی تھی مگر حقیقت میں مغل شہنشاہ ہمایوں (1530-1540, 1555-1556) کو نہ صرف چنوتی دی بلکہ شکست دی۔ شیر شاہ نے دہلی پر قبضہ کیا اور اپنے خاندان کی حکومت قائم کی۔ حالانکہ سوری خاندان نے صرف پندرہ سال 1540-1555 حکومت کی۔ لیکن اس نے ایک ایسی انتظامیہ کی بنیاد رکھی جس نے علاء الدین کے انتظامی طریقوں سے کچھ عنصر لے کر انھیں اور زیادہ کارگر کیا۔ شیر شاہ کا انتظامیہ اس وقت اکبر (1556-1605) کے لیے ایک نمونہ بن گیا جب اس نے مغلیہ سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کرنا شروع کیا۔

© NCERT not to be republished

کہیں اور

تین مدارج ''خدائی امن'' نائٹ اور صلیبی جنگیں (کروسیڈس)

تین مدارج (تھری آرڈرس) کا تصور فرانس میں گیارھویں صدی کے شروع میں وجود میں آیا تھا۔ اس کے تحت معاشرے کو تین درجوں میں بانٹا جاسکتا تھا۔ وہ جو عبادت کرتے تھے وہ جو لڑتے تھے اور وہ جو زمین جوتتے تھے۔ معاشرے کی ان تین درجاتی تقسیم کی کلیسا نے بھی حمایت کی تا کہ وہ معاشرے پر اپنے بالا دست کردار کو مستحکم کر سکے۔ اس سے معاشرے میں ایک نئے جنگجو گروپ کو ابھرنے میں مدد ملی جو نائٹس کہلاتا تھا۔ کلیسا نے اس گروپ کی سرپرستی کی اور اسے اپنے خدائی امن کی تبلیغ میں استعمال کیا، کوشش یہ تھی کہ جنگجوؤں کو آپسی جھگڑوں اور قضیوں سے الگ رکھا جائے اور انھیں مسلمانوں کے خلاف اس مہم پر بھیج دیا جاتا جو ان کے یروشلم پر قبضہ کر لینے کے خلاف جاری تھی۔ اس سے لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو (صلیبی جنگیں) کروسیڈس کہلاتا ہے۔ خدا اور کلیسا کی خدمت کے لیے ان مہموں نے نائٹس کے درجے یا حیثیت کو بالکل بدل دیا۔ شروع میں یہ نائٹس امرا یا اشرافیہ کے خاندانوں سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ مگر گیارھویں صدی کے آخر تک فرانس میں اور ایک صدی بعد جرمنی میں ان جنگجوؤں کی نسلی معمولی حیثیت کو فراموش کر دیا گیا۔ بارھویں صدی تک امرا بھی خود کو نائٹس کہلوانے کے خواہش مند ہونے لگے۔

ذرا تصور کیجیے

آپ علاء الدین خلجی یا محمد تغلق کی حکومت میں ایک کسان ہیں اور آپ سلطان کے لگائے ہوئے ٹیکس ادا نہیں کر سکتے تو آپ کیا کریں گے؟

آیئے ذرا یاد کیجیے

1- کس حکمراں (مرد یا عورت) نے دہلی میں اپنی دارالحکومت قائم کی تھی؟

2- دہلی کے سلطانوں کے زمانے میں سرکاری انتظامیہ کی کون سی زبان تھی؟

3- کس کے عہد حکومت میں سلطنت کی سرحدیں سب سے زیادہ وسیع تھیں؟

4- کس ملک سے ابن بطوطہ سیاحت کے لیے ہندوستان آیا تھا؟

© NCERT not to be republished

آیئے سمجھتے ہیں

5- عدل وانصاف کے دائرے کے مطابق فوجی سپہ سالاروں کے لیے یہ کیوں ضروری تھا کہ وہ کسان طبقے کے مفادات کو ذہن میں رکھیں؟

6- سلطنت کی 'اندرونی' اور 'بیرونی' سرحدوں سے کیا مراد ہے؟

7- کیا طریقے اپنائے جاتے تھے جس سے یہ بات یقینی ہوجائے کہ مقطیع اپنے فرض انجام دے رہے ہیں؟ آپ کے خیال میں، وہ سلطان کے احکام کی کیوں خلاف ورزی کرنا چاہتے ہوں گے؟

8- دہلی سلطنت پر منگول حملوں کا کیا اثر پڑا؟

آیئے مباحثہ کریں

9- آپ کے خیال میں کیا تواریخ لکھنے والے عام مردوں اور عورتوں کی زندگی کے بارے میں معلومات فراہم کریں گے؟

10- رضیہ سلطانہ دہلی سلطنت کی تاریخ میں انوکھی شخصیت تھی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا آج عورت رہنماؤں کو آسانی سے قبول کرلیا جاتا ہے؟

11- دہلی کے سلاطین جنگلوں کو کاٹنے میں کیوں دلچسپی رکھتے تھے؟ کیا آج بھی جنگلوں کی تباہی ان ہی اسباب سے ہوتی ہے؟

آیئے کچھ کریں

12- معلوم کیجیے کہ کیا آپ کے علاقے میں کچھ عمارتیں دہلی کے سلطانوں کی بنوائی ہوئی ہیں۔ کیا کچھ اور عمارتیں بھی ہیں جو بارھویں اور پندرھویں صدیوں کے درمیان بنی ہوں؟ کچھ عمارتوں کو بیان کیجیے اور ان کے خاکے (اسکیچ) تیار کیجیے۔

کلیدی الفاظ

اقطاع

تاریخ

چھاؤنی، قلع بندی

منگول

صنف/جنس

خراج

© NCERT not to be republished